جاگیرداروں، نوابوں، رئیسوں، زمینداروں اور طبقۂ وسطی کے ملازمت پیشہ یا تجارت پیشہ مسلمانوں کے لڑکوں کی لے گی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کا طبقۂ عوام کالج سے کشیدہ رہا اور اس کے دل میں کالج کی وقعت اور عظمت پیدا نہ ہو سکی۔

سرسید کی ایک اور کمزوری انتہا پسندی کے علاوہ ان میں ایک کمزوری یہ بھی تھی کہ وہ جس شخص پر اعتماد کرتے تھے، بھرپور کرتے تھے اس سے متعلق جو کام ہوتا وہ من وعن اس کے سپرد کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے اور پھر اس کا احتساب یا نگرانی نہ کرتے تھے۔ اس کمزوری میں ان کی طبیعت کے علاوہ بڑا دخل ان کی غیر معمولی مصروفیت و مشغولیت کا بھی تھا۔ چنانچہ ۱۸۹۵ء میں سخت المناک غبن کا جو واقعہ پیش آیا۔ وہ ان کی اسی کمزوری کا نتیجہ تھا۔ شام بہاری لال ایک شخص جو قوم کا کالیستھ تھا ۱۸۸۳ء میں سرسید نے اس کا تقرر ہیڈ کلرک کے عہدہ پر اپنے دفتر میں کیا۔ اگرچہ اس کی تقرری کے برس ڈیڑھ برس بعد سرسید کو کسی ذریعہ سے یہ بات معلوم بھی ہو گئی تھی کہ یہ شخص پنجاب گورنمنٹ میں ملازم تھا اور غبن کے الزام میں نہ صرف یہ کہ ملازمت سے الگ کیا گیا، بلکہ سزا بھی بھگت چکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود سرسید نے احتیاطاً اس کی نگرانی نہیں کی اور اس پر اس درجہ اعتماد کیا کہ چیک پر (جس کی کتاب سرسید کے قبضہ میں رہتی تھی) اپنی طرف سے جو رقم چاہتا لکھ دیتا اور سرسید سے دستخط کرا لیتا تھا۔ غایت اعتماد کے باعث سرسید یہ دیکھتے بھی نہیں تھے کہ اس چیک پر رقم کیا لکھی گئی ہے اور روپیہ کس کام کے لیے نکالا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے ایک نہایت جسارت کا کام یہ کیا کہ کالج کا جو محفوظ سرمایہ بنک کے قبضہ میں تھا اس شخص نے جعل و فریب کر کے اس پر ہاتھ مارا اور ٹرسٹیوں کی طرف سے ایک جعلی مختار نامہ بنا کر محفوظ سرمایہ کی ضمانت پر کالج کے نام سے وقتاً فوقتاً بنک سے معتد بہ رقم قرض لیتا رہا۔

اس طرح اس نے جو روپیہ غبن کیا اس کی مقدار ایک لاکھ چھ ہزار کے قریب تھی سرسید کے لیے یہ صدمہ جانکاہ ثابت ہوا اور وہ اس سے نہ پنپ سکے۔

اندرونی کشمکش اسی طرح سرسید نے کالج کے پرنسپل اور اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے عہدے انگریزوں کے لیے مخصوص کیے تو وہ ان پر اعتماد بھی بھرپور کرتے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں کو کالج کے سیاہ سپید کا مالک بنا دیا تھا اور ان کے انتظام میں اگر بات ناپسندیدہ بھی ہوتی تھی تو اس کا نوٹس نہیں لیتے تھے۔ مسٹر بیک بڑی آن بان کے پرنسپل تھے ان میں اور کالج کی انتظامیہ کمیٹی کے بعض ممبروں میں جن میں مولوی سمیع اللہ خاں پیش پیش تھے۔ ایک مستقل کش مکش رہنے لگی، لیکن سرسید ان معاملات میں پرنسپل بیک کی ہی حمایت کرتے تھے۔ چنانچہ جب کشمکش بڑھی تو سرسید نے پرنسپل بیک کے مشورہ پر اس پرانی انتظامیہ کمیٹی کو معطل کر دیا اور اس کے بجائے ایک نیا بورڈ آف مینجمنٹ بنایا جس کے ممبروں میں مولوی صاحب موصوف کا نام نہیں تھا۔ سرسید کے اس فعل نے کالج کے حلقہ میں ان کے مخالفین کا ایک مستقل گروہ پیدا کر دیا۔ باقی

رہبر حج

(مولفہ جناب الحاج قاری محمد بشیر الدین ریٹائرڈ ایم - اے)

جیبی سائز پر مختصر رسالہ لیکن مسائل حج و متعلقات حج کے وسیع و عریض دریا کو کوزے میں بند کرنے کا مصداق ہے، آخر میں مفید اور معلومات افزا جدید ۱۲ نقشے - قیمت:۔ سوا روپیہ

ندوۃ المصنفین دہلی کے قواعد ضوابط مفت طلب فرمائیے۔

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

حافظ زکی الدین المنذری رح

از مولوی محمد عبداللہ صاحب رفیق ۔ ندوۃ المصنفین

حافظ زکی الدین منذری کی مشہور و معروف کتاب الترغیب والترہیب کا تشریحی ترجمہ ضروری حواشی کیساتھ ندوۃ المصنفین سے شائع ہونیوالا ہے چند سال قبل اسپر کام شروع بھی ہوگیا تھا لیکن بعض موانع پیش آگئے اور کام رک گیا اب یہ خدمت مولوی محمد عبداللہ صاحب کے سپرد کی گئی ہے جو لگن اور محنت سے یہ خدمت کر رہے ہیں زیر نظر مضمون اسی کتاب کا مقدمہ ہے جس میں حافظ منذری اور ان کی کتاب کا تعارف کرایا گیا ہے۔ "برہان"

نام ونسب وپیدائش | الحافظ الکبیر الامام شیخ الاسلام زکی الدین ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامۃ بن سعد بن سعید المنذری الشامی ثم المصری الشافعی آپ کا خاندان شام سے آکر مصر میں مقیم ہو گیا تھا۔ اس لیے ان کے نام کے ساتھ الشامی ثم المصری لکھا جاتا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ بعض مورخین نے آپ کی پیدائش مصر کی بیان کی ہے۔[1]

آپ یکم شعبان سن پانچ سو اکیاسی ہجری (۵۸۱ھ مطابق ۱۱۸۶ء) میں اکثر مورخین کے بیان کے مطابق مصر میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علم | آپ نے حصول علم کے لیے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بیت المقدس، دمشق، حران رہا اور اسکندریہ وغیرہ کے اسفار کیے اور ہر جگہ کے اکابر اہل علم اور ماہرین اہل فن سے استفادہ کیا۔

اساتذہ کرام | آپ کے اساتذہ میں سب سے پہلے استاد حدیث ابو عبداللہ الارتاحی ہیں

---

[1] البدایۃ والنہایۃ ج ۱۳ صفحہ ۲۱۲۔

خود حافظ منذری نے کہا ہے "ھو اول شیخ سمعت منہ الحدیث"[۵] یعنی یہ میرے سب سے پہلے استاد ہیں، جن سے میں نے حدیث سنی۔ امام[۶] ابوالقاسم عبدالرحمان بن محمد القرشی قبا المجیب بن زہیر المتوفی ۶۰۶ھ محمد بن سعید المامونی، حافظ ابوالحسن علی المقدسی المطہر بن ابی بکر البیہقی، ربیعۃ بن الحسن بن علی الیمنی المتوفی ۶۰۹ھ ابوعبداللہ البناء المتوفی ۶۱۲ھ، الحسن بن محمد بن الحسن زین الامناء المتوفی ۶۲۷ھ، الخضر بن کامل، ابراہیم النبیب، ابوالجود غیاث بن فارس، الحافظ جعفر بن اموسان، عمر بن طبرزد محمد بن الشریف، التاج الکندی[۸]، امام دارقطنی[۵]۔

علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ نے محمد بن عمر بن یوسف القرطبی الانصاری[۷] المتوفی ۶۳۱ھ اور مہذب الدین محمد بن علی الحلی الادیب الشاعر[۸] المتوفی ۶۴۲ھ کو بھی منذری کے اساتذہ میں شمار کیا ہے۔ مورخ ابن العماد نے ابوالحسن علی ابن احمد بن عبدالواحد الفخر بن البخاری المتوفی ۶۹۰ھ کے حالات میں لکھا ہے کہ منذری نے ان سے روایت کی ہے[۹]۔ علامہ سبکی نے متعدد علماء کے حالات میں منذری کا ان سے روایت کرنا نقل کیا ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ محمد بن ھبۃ اللہ الشیرازی[۱۰] المتوفی ۶۳۵ھ۔ ابراہیم بن نصر بن طاقۃ المصری الحموی[۱۱] المتوفی ۶۳۵ھ عبدالرحمٰن بن محمد بن اسماعیل القرشی المصری ابن الوراق المتوفی ۶۱۶ھ حافظ منذری کہتے ہیں کہ میں نے ان سے حدیث سنی ہے اور عرصۂ دراز تک

ے حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۵۵ تذکرہ دارقطنی

---

[۱] شذرات الذہب ج ۵ ص ۲۶ ترجمہ محمد بن حمد — بلا الف — بن حامد ابی عبداللہ الارتاحی۔ ان کی نسبت کسی نے اریاحی کسی نے ارتیاحی اور کسی نے کچھ نقل کی ہے۔ ہم نے خود ابوعبداللہ الارتاحی کے حالات دیکھ کر اور متعدد مقامات سے مراجعت کرکے درست کیا ہے [۲] تذکرۃ الحفاظ و شذرات الذہب وغیرہ [۳] بغیۃ الوعاۃ ص ۸۶ ترجمہ محمد بن عمر القرطبی [۴] بغیۃ الوعاۃ ص ۸۶ ترجمہ محمد بن علی و طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۱۳۲ [۵] شذرات الذہب ج ۵ ص ۴۱۶ [۶] طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۴۳ [۷] ایضاً ص ۴۹

فقہ حاصل کیا ہے[1]۔ المظفر بن ابی احمد ابوارا نی امین الدین التبریزی[2] المتوفی ۶۲۱ھ۔ لحم بن ابی الفرج بن سالم الکنانی المصری[3] المتوفی ۶۴۲ھ۔ الفقیہ ہمام بن راجی اللہ المصری المتوفی ۶۳۰ھ اور آپ کے اساتذہ میں موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ الحنبلی المقدسی[4] المتوفی ۶۲۰ھ بھی ہیں۔

بعض محدثین سے روایت تو نہیں ہے لیکن محدثین کے طریقہ کے مطابق ان سے اجازت حاصل ہے شلاً ابو الربیع سلیمان بن موسیٰ الحمیری الکلاعی المتوفی ۶۳۴ھ حافظ ذہبی نے ابو الربیع کے حالات لکھتے ہوئے منذری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ کتب الینا بالاجازۃ سنۃ اربع عشرۃ[5]۔ یعنی ۶۱۴ھ میں انھوں نے ہمیں روایت حدیث کی تحریری اجازت بھیجی۔ برہان الدین ابراہیم بن المنظفر الحربی الموصلی المتوفی ۶۱۲ھ منذری نے ان کے متعلق لکھا ہے۔ لنا منہ اجازۃ[6] یعنی ہمیں ان سے حدیث کی اجازت حاصل ہے۔

آپ نے قرآن مجید پڑھنے کے بعد ادب اور فقہ پڑھا اور فقہ میں لگانہ و بے مثال ہو گئے۔ لیکن فن حدیث آپ کی دلچسپی کا مرکز تھا اور یہی رات دن کا مشغلہ تھی اس لیے آپ کی ادبیت اور فقاہت دب کر رہ گئی اور محدثانہ شان ہی کا غلبہ ہو گیا اور آپ بحیثیت محدث کے مشہور ہو گئے۔

تلامذہ و مستفیدین | آپ کے شاگردوں میں بڑے بڑے حفاظ حدیث اور اکابر علماء شامل ہیں شلاً حافظ دمیاطی، ابن الظاہری، ابو الحسین الیونینی، ابو عبداللہ بن القزاز اسماعیل

---

[1] الطبقات الشافعیۃ [2] ایضاً ج ۵ ص ۱۵۶ [3] ایضاً ج ۵ ص ۱۶۲ [4] شذرات الذہب ج ۵ ص ۸۸ [5] النجوم الکامل ص ۱۴۲ [5] تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۰۸ ترجمہ سلیمان بن موسیٰ الکلاعی [6] التاریخ الکامل ص ۲۳۱

بن نصر اللہ، قاضی القضاۃ تقی الدین ابن دقیق العید، العماد بن محمد الحرانی اسحاق بن الوزیری، شیخ الاسلام حافظ عزالدین بن عبدالسلام السلمی، محمد بن ابراہیم المیدومی[1]، احمد بن ابراہیم القرشی القاہری[2] اور جلال الدین احمد بن عبدالرحمٰن الکندی[3] وغیرہم۔

حافظ منذری کا مقام اہل علم کی نظر میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں ان سے اونچا حافظ حدیث کوئی اور نہ تھا۔[4] ذہبی نے ان کے نام کے ساتھ الحافظ الکبیر الامام الثبت شیخ الاسلام کے الفاظ لکھے ہیں۔ علامہ جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ نے لکھا ہے کہ فن قرأۃ میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ حافظ عزالدین بن عبدالسلام جن کے متعلق حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ درجۂ اجتہاد پر فائز تھے اور سیوطی نے جنہیں شیخ الاسلام اور سلطان العلماء کے القاب سے یاد کیا ہے[5] وہ منذری کا شاگرد ہونے پر فخر کرتے تھے۔ حافظ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ زکی الدین المنذری فن حدیث میں عدیم المثال تھے حدیث کے صحیح وسقیم ومعلول کو اچھی طرح جانتے تھے اس کے احکام ومعانی اور اس کی مشکلات کے حل کرنے میں پوری مہارت رکھتے تھے اور اس کے لغات اور ضبط الفاظ میں کامل تھے۔ احادیث کے لفظی فروق پر گہری نظر تھی۔ نہایت متقی پرہیزگار اور قانع انسان تھے۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے حدیث پڑھی ہے اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔ ذہبی نے نقل کیا ہے کہ منذری بڑے عبادت گزار اور زاہد تھے۔

---

[1] سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ ص میں ان کے حالات میں لکھا ہے: قال الذهبي وكان خصيصا بالحافظ المنذري[2] طبقات الشافعیۃ للسبکی ج ۵ ص[3] الیناً ۵ ص۹
[4] طبقات الشافعیہ ج ۵ ص۱۰۹ شذرات الذہب ج ۵ ص۲۷۸ [5] حسن المحاضرۃ ج ۱ ص۱۲۶۔

حافظ ابن عبد السلام جب قاہرہ پہنچے تو حافظ منذری کی مجلس درس میں شاگردانہ شرکت کرتے تھے اور خود حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا تھا۔ یہ تو تھا حافظ عزالدین بن عبد السلام کا اعترافِ فضل۔ اب دوسری طرف حافظ منذری کی قدردانی اور توقیر و تعظیم دیکھیے کہ حافظ منذری نے حافظ ابن عبد السلام کے مصر تشریف لانے کے بعد فتویٰ دینا چھوڑ دیا تھا اور اعلان کرا دیا تھا کہ ہم فتویٰ اس وقت تک دیتے تھے جب تک حافظ ابن عبد السلام نہیں آئے تھے۔ اب ان کے تشریف لے آنے کے بعد منصب فتویٰ ان ہی کے لیے مخصوص و متعین ہے[۱]۔ علامہ سیوطی نے حسن المحاضرۃ میں لکھا ہے کہ شیخ عزالدین بن عبد السلام جب مصر پہنچے تو بالغ المنذری فی الادب معہ یعنی منذری نے بہت زیادہ ادب و تعظیم کا معاملہ کیا[۲]۔ مشہور عالم و محدث حافظ ابن دقیق العید[۳] جن کے متعلق علامہ تاج الدین سبکی نے لکھا ہے۔ بالاتفاق وہ ساتویں صدی ہجری کے مجدد[۴] تھے۔ یہ فرماتے ہیں کہ میں حافظ زکی الدین المنذری کو اپنے سے زیادہ متدین سمجھتا ہوں[۵]۔ علامہ سیوطی نے حسن المحاضرۃ میں شیخ الاسلام حافظ عزالدین بن عبد السلام کے حالات بیان کرتے ہوئے شیخ ابوالحسن شاذلی کا قول نقل کیا ہے:۔

قال الشیخ ابوالحسن الشاذلی	مجھ سے کہا گیا[۶] کہ روئے زمین پر علم فقہ کی کوئی
قیل لی ما علی وجہ الارض مجلس	مجلس شیخ عزالدین بن عبد السلام کی مجلس سے
فی الفقہ ابھی من مجلس الشیخ	بہتر نہیں ہے اور روئے زمین پر علم حدیث میں

---

[۱] حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۲۶ ترجمۃ الحافظ عزالدین بن عبد السلام۔ طبقات الشافعیۃ للسبکی ج ۵ ص ۱۰۹ ترجمۃ المنذری [۲] ایضاً ج ۱ ص ۱۲۰ [۳] طبقات الشافعیۃ للسبکی ج ۶ ص ۲ [۴] حسن المحاضرۃ ج ۱ ص ۱۲۸ [۶] حسن المحاضرۃ ج ۱ ص ۱۲۰

عز الدین بن عبد السلام وما علی وجہ الارض مجلس فی الحدیث اُبھیٰ من مجلس الشیخ زکی الدین عبد العظیم وما علی وجہ الارض مجلس فی علم الحقائق اُبھیٰ من مجلسک[1]

کوئی مجلس شیخ زکی الدین عبد العظیم (المنذری) کی مجلس سے بارونق اور عمدہ نہیں اور تختۂ زمین پر علم حقائق و معارف کے لحاظ سے تمہاری مجلس سے عمدہ و بہتر کوئی مجلس نہیں ہے۔

حافظ ذہبی کے استاد حافظ عبد المومن کہتے ہیں کہ حافظ منذری میرے استاد ہیں۔

اتیتہ مبتدئاً و فارقتہ معیداً[2]

میں انکے پاس مبتدی کی حیثیت میں آیا تھا اور فاضل بن کر ان کے پاس سے نکلا۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :-

قد بھذا الشان حتی فاق اھل زمانہ فیہ[3]

فن حدیث میں منہمک اور دائم الاشتغال رہے۔ یہاں تک کہ اپنے سب ہم عصروں سے سبقت لے گئے۔

علامہ عبد الحی الکتانی المغربی (المتوفی ۱۳۸۲ھ) نے الرحمۃ المرسلۃ فی شان حدیث البسملۃ میں حافظ زکی الدین المنذری کی کتابوں کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کا قول نقل کیا ہے کہ :-

اذا علمتم بالحدیث انہ فی تصانیف المنذری صاحب الترغیب والترھیب فاروہ مطمئنین[4]

جب تمہیں کسی حدیث کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حافظ منذری مصنف الترغیب والترہیب کی کسی کتاب میں ہے تو اسے بے کھٹکے نقل کرو۔

علمی خدمات تدریس و تصنیف | آپ کے علوم کا سمندر ہر طرف سیراب کرتا رہا۔ اور

---

[1] اس مقولہ کا انداز بیان بالخصوص شروع و اخیر کے جملے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کوئی (الہام و مکاشفہ کے قسم کی طرح کی بات ہے۔ واللہ اعلم)

[2] تذکرة الحفاظ ج۴ ص۲۲۱ [3] البدایۃ والنہایۃ ج۱۳ ص۲۱۲ :

[4] التعلیقات الحافلۃ للشیخ الفاضل عبد الفتاح ابو غدۃ علی الاجوبۃ الفاضلۃ للامام عبد الحی اللکنوی ص۱۲۰ (بقیۃ الصفحۃ)

سیکڑوں ہزاروں دریا اس میں سے نکل کر عالم کو سیراب کرنے لگے۔ پہلے آپ نے کچھ عرصہ جامع ظافری قاہرہ میں درس دیا اس کے بعد دار الحدیث الکاملیۃ کی مسندِ درس پر جلوہ افروز ہوگئے اور مسلسل بیس سال تک کاملیۃ میں درس دیتے رہے اور دور دراز کے تشنگانِ علوم نبوت سفر کرکے آپ کے پاس آتے رہے اور استفادہ کرتے رہے۔

درس و تدریس اور علمی اشتغال و انہماک کا یہ عالم تھا کہ درس گاہ کاملیہ سے سوائے نماز جمعہ کے اور کسی کام کے لیے نہیں نکلتے تھے۔ حتیٰ کہ علامہ سبکی نے لکھا ہے کہ ان کے ایک صاحبزادے جو بڑے محدث اور فاضل تھے ان کا انتقال ہوا تو باپ (حافظ منذری) نے کاملیۃ کے اندر ہی نماز جنازہ پڑھائی اور صرف دروازے تک جنازے کے ساتھ آئے اور وہیں سے رخصت کرکے یہ کہہ کر واپس ہوگئے کہ "جاؤ بیٹا میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا"[1]۔

تصانیف | آپ نے حدیث، فقہ، تاریخ، اور رجال وغیرہ پر متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) فقہ شافعی کی مشہور کتاب "التنبیہ للشیخ ابی اسحاق ابراہیم بن علی الفقیہ الشیرازی الشافعی المتوفی ۴۷۶ھ" کی شرح[2]۔ (۲) مختصر صحیح مسلم نواب صدیق حسن خاں بھوپالیؒ نے اس کی شرح "السراج الوہاج" کے نام سے لکھی ہے اور اس مختصر صحیح مسلم پر عثمان بن عبد الملک الکردی المصری المتوفی ۷۳۸ھ اور محمد بن احمد الاسنوی المتوفی ۷۶۳ھ نے بھی شرح لکھی ہے[3]۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں منذری کی اس کتاب کا مخطوطہ محفوظ ہے جو کہ ۹۲۳ھ کا لکھا ہوا ہے[4]۔ (۳) مختصر سنن ابی داؤد

---

[1] طبقات الشافعیۃ ج ۵ ص ۱۰۹ [2] کشف الظنون ج ۱ ص ۳۳۴ حرف التاء [3] کشف الظنون ۱۵۵۵ ۱
[4] فہرست کتب خانہ آصفیہ ج ۱ ص ۶۲۶ [5] یہ کتاب مطبع انصاری دہلی سے غایۃ المقصود حل سنن ابی داؤد کے حاشیہ پر شائع ہوچکی ہے۔

حافظ ابن القیم الجوزیہ شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں ؎

ان الحافظ زکی الدین المنذری قد احسن فی اختصارہ فھذبتہ نحو ماھذبہ ھو به الاصل وزدت علیہ من الکلام علی علل سکت عنھا اذ لم یکملھا۔[۱]

حافظ زکی الدین المنذری نے اس سنن کا بڑا اچھا اختصار کیا ہے میں نے بھی اس نہج پر اسکو مرتب و مہذب کیا ہے اور جن علل وغیرہ پر المنذری نے سکوت کیا تھا ان پر بھی کلام کیا ہے اسلیے کہ منذری اس کو مکمل نہیں کرسکے تھے۔

کشف الظنون میں منذری کی مختصر سنن ابی داؤد کا نام المجتبیٰ نقل کیا گیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے:۔ وھو احسن اختصارا من الاول[۲] یعنی مختصر صحیح مسلم سے یہ مختصر سنن ابی داؤد زیادہ عمدہ ہے۔ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ سیوطی نے منذری کی اس المجتبیٰ کی شرح بنام زھر الربی علی المجتبیٰ لکھی ہے۔ راقم سطور کہتا ہے کہ ہندوستان میں جو زھر الربی سنن نسائی کے حاشیہ پر شائع ہوئی ہے اس کا بھی پورا نام زھر الربی علی المجتبیٰ ہے اور وہ بھی علامہ سیوطی ہی کی تصنیف ہے۔ لہٰذا اگر صاحب کشف الظنون کو اشتباہ نہیں ہوا ہے تو یہ دونوں الگ کتابیں سمجھنی چاہئیں واللہ اعلم۔ (۴) حواشی سنن ابی داؤد۔ (۵) المعجم، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے (۶) الترغیب والترہیب (۷) کتاب الخلافیات ومذاھب السلف۔ اس کتاب کا ذکر خود منذری نے الترغیب والترہیب کے مقدمہ میں کیا ہے حافظ ذہبی نے جو لکھا ہے کہ وصنف فی المذھب[۳] یعنی مذہب کے متعلق بھی ایک کتاب لکھی ہے یہ غالباً اسی کتاب کی طرف اشارہ ہے (۸) التکملۃ لوفیات النقلۃ یہ حافظ ابو سلیمان محمد بن عبداللہ کی کتاب وفیات النقلۃ کا تکملہ یا ضمیمہ ہے۔

---

[۱] کشف الظنون ج ۲ ص ۳۵ [۲] البدایۃ والنہایۃ [۳] تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۳۱

صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ میں نے اس کا مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ دیکھا ہے جو تین جلدوں میں تھا[1] سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ کے مقدمہ میں جہاں اپنے ماخذ کی فہرست بیان کی ہے وہاں اس کا بھی ذکر کیا ہے لکھتے ہیں:- "تاریخ من دخل مصر المسمی بالتکملۃ لوفیات النقلۃ للمنذری"[2] سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں مختلف مقامات پر اس کا کئی ناموں سے حوالہ دیا ہے مثلاً ص ۱۳ پر محمد بن احمد بن عبداللہ اللخمی کے حالات میں لکھا ہے:- کذا ذکرہ المنذری فی تاریخ من دخل مصر- اور ص ۲۷ پر محمد بن برکات السعیدی کے حالات میں ہے "المنذری فی تاریخہ" اور صفحہ ۸ پر ابو عبداللہ محمد بن علی السلمی الدمشقی کے حالات کے تحت اس کا نام "تاریخ مصر" ذکر کیا ہے، ہم نے یہاں پر یہ تنبیہ اس لیے ضروری سمجھی کہ منذری کی تصانیف میں اگر کہیں "تاریخ مصر" یا "تاریخ من دخل مصر" نظر آئے تو اس سے ان کی کوئی اور کتاب نہ سمجھی جائے۔

(۹) ایک رسالہ (جزو) حدیث الطہور شطر الایمان الخ کے طرق، احکام اور فوائد وغیرہ پر لکھا ہے جس کا ذکر خود حافظ منذری نے الترغیب والترہیب میں حدیث مذکور کے تحت کیا ہے[3]

(۱۰) ایک رسالہ (جسے محدثین کی اصطلاح میں الجزء کہتے ہیں) حدیث ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ الخ کے طرق پر لکھا ہے جس کا الترغیب میں اس حدیث کے تحت تذکرہ ہے[4]

(۱۱) ایک رسالہ میں مصنف نے ان تمام روایات کو جمع کیا ہے جن میں مختلف اعمال پر غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر (اس کے کرنے والے کے اگلے

---

[1] کشف الظنون ج ۲ ص ۱۶۳ سلسلۂ تعارف وفیات النقلۃ [2] بغیۃ الوعاۃ ص ۳
[3] الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۱۵۶ [4] الترغیب ج ۱ ص ۴۹۱ ۔

پچھلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے) کی بشارت سنائی گئی ہے۔ اس رسالہ کا ذکر کشف الظنون میں "جزء المنذری" کے نام سے ہے اور علامہ عزیزی نے بھی السراج المنیر شرح الجامع الصغیر میں علقمی کے حوالہ سے حدیث من قرأ اذا سلم الامام یوم الجمعة قبل ان یثنی رجلیہ فاتحة الکتاب الخ کے تحت منذری کے اس رسالہ کا ذکر کیا ہے۔[1]

(۱۲) ایک رسالہ میں حدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیثا من امر دینہا الخ کے طرق اور اس کی صحت و سقم کے متعلق اہل علم کی رائیں وغیرہ جمع کی ہیں۔ اس کا تذکرہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے التلخیص الحبیر میں کیا ہے۔[2]

(۱۳) "عمل الیوم واللیلۃ" اس کتاب میں رات دن کے معمولات، عبادات، اذکار اور دعوات جمع کی ہیں۔ اس کتاب میں حافظ منذری نے کہا ہے کہ اس موضوع پر اہل علم نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بہترین کتاب امام ابو عبدالرحمن النسائی (المتوفی ۳۰۳ھ) کی ہے اور اس سے بھی بہتر کتاب ان کے شاگرد حافظ احمد بن محمد المعروف بابن السنی (المتوفی ۳۶۴ھ) کی ہے۔ نیز حافظ منذری لکھتے ہیں

وھو اجمع الکتب فی ھذا الفن لکنھا مطولة قال فحذفت الاسانید لضعف ھمم الطالبین۔

اس موضوع پر یہ کتاب سب سے زیادہ جامع ہے لیکن طویل بہت ہے اور لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئیں اس لیے میں نے اس کی سندیں حذف کر دیں۔

اس طرح گویا منذری کی یہ کتاب ان کی الترغیب والترہیب کی طرح صرف متونِ حدیث پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ اور مصنف کے بیان سے کتاب کا

---

[1] السراج المنیر ج ۳ ص ۳۵۵ (مطبع میمنیہ مصر ۱۳۱۲ھ) [2] مقدمۃ لامع الدراری علی جامع البخاری ص ۱۵۵ از استاد محترم مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ (طباعت ثانیہ لکھنؤ ۱۳۹۱ھ)

یہ تعارف صاحب کشف الظنون نے نقل کیا ہے[1]

(۱۴) ایک رسالہ میں وہ تمام روایات جمع کی ہیں جنمیں دعا کرتے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کا ذکر ہے۔ اس رسالہ کا تذکرہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری کتاب الدعوات کے باب رفع الایدی فی الدعاء کے تحت کیا ہے لکھتے ہیں:۔

فان فیہ احادیث کثیرۃ افردھا المنذری فی جزء[2]	اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں ہیں، حافظ منذری نے ان سب کو ایک مستقل رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔

(۱۵) العوائد المشفریۃ مورخ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں محی السنۃ حسین بن مسعود الفراء البغوی کے حالات میں اس کتاب کا حوالہ دیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اس کا قلمی نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ بغوی کا سنِ وفات ۵۱۰ھ لکھنے کے بعد ابن خلکان نے لکھا ہے کہ:۔

ورایت فی کتاب العوائد المشفریۃ التی جمعہا الشیخ الحافظ زکی الدین عبد العظیم المنذری انہ توفی سنۃ ست عشرۃ وخمسمائۃ ومن خطہ نقلت ھذا۔ واللہ اعلم[3]۔	اور میں نے العوائد المشفریۃ جو حافظ زکی الدین عبد العظیم المنذری کی تالیف ہے اس میں دیکھا ہے کہ بغوی کی وفات سن پانچ سو سولہ ہجری میں ہوئی ہے۔ اور یہ میں نے مصنف کے قلم سے لکھی ہوئی عبارت سے نقل کیا ہے۔

(۱۶) کفایۃ المتعبد وتحفۃ المتزھد یہ رسالہ اعمال صالحہ کے اجر و ثواب کے موضوع پر ہے۔ اس کے شروع میں مصنف نے لکھا ہے :۔

---

[1] کشف الظنون، حرف السین ج ۲ ص ۱۳۶ [2] فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۲۰ [3] وفیات الاعیان ج ۱ ص ۱۴۹ راقم سطور کہتا ہے کہ صحیح سن وفات ۵۱۶ھ ہی ہے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۵۲ شذرات الذہب ج ۴ ص ۴۸ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۲۳ وغیرہ میں ہے۔

ولعن فان اخی ابا احمد عبدالکریم سالنی ان اجمع لہ کتابا فی ثواب الاعمال وفضائلها محذوف الاسانید لیسهل علیه حفظہ۔	میرے بھائی ابو احمد عبدالکریم نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں اس کے لیے ایک رسالہ اعمال کے فضائل کے موضوع پر لکھوں جس میں احادیث کی سندیں حذف کر دی گئی ہوں تاکہ آسانی سے اسے حفظ کر سکے۔

یہ رسالہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول نماز کے بیان میں، باب دوم روزہ کے بیان میں، باب سوم صدقہ (وزکوٰۃ) کے بیان میں اور باب چہارم ذکر و دعاء اور درود شریف کے بیان میں۔ یہ رسالہ ۱۳۴۶ھ میں الرسائل المنیریۃ کے مجموعہ کے ساتھ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر سے شائع ہو چکا ہے[1]۔

اب تک حافظ منذری کی یہ کل سولہ تصانیف معلوم ہو سکی ہیں۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرًا۔

شعر و ادب | عام قاعدہ ہے کہ جب کسی شخص کی دلچسپی اور انہماک کسی ایک فن میں بڑھ جاتا ہے تو دیگر فنون خواہ وہ ان میں کتنی ہی مہارت رکھتا ہو، دب کر رہ جاتے ہیں۔ حافظ منذری کے فقہ اور قرأت کے متعلق پہلے آچکا ہے اور یہی حال ان کے ادب اور دیگر علوم و فنون کا بھی ہوا۔ ان کے اشتغال بالحدیث نے ادب، فقہ تاریخ اور قرأت وغیرہ سب پر پردہ ڈال دیا۔ حافظ ذہبی اور دوسرے سوانح نگاروں نے ان کے متعلق ادب اور علوم عربیہ میں مہارت کا بھی ذکر کیا ہے علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہے:—

---

[1] الرسائل المنیریۃ ج ۳ ص ۲۶ تا ص ۵۳ [2] علامہ جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں اعیان مصر کے فقہاء شافعیہ کا ذکر کیا ہے، ان میں حافظ زکی الدین منذری کا بھی ذکر کیا ہے (حسن المحاضرۃ۔ ج ۱ ص ۱۷۴)

كان اماما حجة بارعا فى الفقه والعربية والقرآءات[1]	آپ فقہ عربیۃ اور قراءۃ کے فنون میں بھی امام کامل اور سند تھے۔

ابن شہبۃ نے لکھا ہے :-

برع فى العربية والفقه[2] -	یعنی آپکو فقہ اور عربیت میں بھی کمال حاصل تھا۔

علامہ سیوطی نے صوفیاء مصر کے بیان میں الامام الفقیہ الصوفی حسن بن عبدالرحیم القنائی کے حالات کے تحت لکھا ہے کہ حافظ منذری نے ان کے بہت سے اشعار بھی روایت کیے ہیں اور ان کی دعاؤں کے برکات بھی حاصل کیے ہیں[3]۔

علامہ تاج الدین سبکی نے حافظ منذری کے اشعار میں سے صرف یہ دو شعر بطور نمونہ نقل کیے ہیں ؎

اعمل لنفسك صالحا لا تحتفل ... بظهور قيل فى الانام و قال

فالخلق لا يرجى اجتماع قلوبهم ... لا بد من مثن عليك وقالى

ترجمہ :- (۱) اپنی ذات کے لیے نیکیاں کرتے رہو اور لوگوں کی قیل و قال (کہنے سننے) کی کچھ پرواہ نہ کرو۔

(۲) اس لیے کہ لوگوں سے اس بات کی کوئی توقع نہیں ہے کہ ان کے دل کسی ایک بات پر مجتمع ہو جائیں گے (اور جب یہ نہیں ہو سکتا تو) ضروری ہے کہ کچھ تمہاری تعریف کریں اور کچھ نکتہ چینیاں کریں۔ یعنی بقول غالب : ؎

غالب برا نہ مانیے گر برا کوئی کہے ... ایسا بھی ہے کوئی کہ سب اچھا کہیں جسے

تقویٰ و پرہیزگاری حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کو خدائے تعالےٰ نے ظاہری

---

[1] حسن المحاضرة للسیوطی ج ۱ ص ۱۴۹ [2] شذرات الذہب ج ۵ ص ۲۷۷ ۔
[3] حسن المحاضرة ج ۱ ص ۲۲۰

علوم میں پوری مہارت کے ساتھ ساتھ باطن کی روشنی سے بھی بھرپور حصہ عطا فرمایا تھا۔ تمام تذکرہ نویسوں نے ان کے زہد و تقوی کا بہت اہتمام سے ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی نے لکھا ہے کان ذا نسك وتزهد[1] یعنی عبادت گزار اور زاہد آدمی تھے۔ تاج الدین سبکی نے ان الفاظ کیساتھ انکے حالات لکھنا شروع کیے ہیں:۔ الحافظ الکبیر الورع الزاهد یعنی بڑے حافظ، پرہیزگار اور زاہد.... آگے لکھتے ہیں ترتجی الرحمة بذکرہ ویستنزل رضی الرحمٰن بدعائه کان رحمه الله تعالیٰ قد اوتی بالمکیال الاوفی من الورع والتقوی[2]۔ یعنی ان کے تذکرے سے رحمت الٰہی کے نزول کی امید کی جاتی ہے۔ اور ان کی دعا کے ذریعہ خدا کی رضا حاصل کی جاتی ہے۔ آپ کو تقوی پرپرہیزگاری سے بھرپور حصہ ملا تھا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں واما ورعه فاشهر من ان یحکی[3]۔ یعنی ان کی پرہیزگاری کسی تعارف کی محتاج نہیں، ہم گزشتہ صفحات میں نقل کر چکے ہیں مجدد عصر حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ منذری کی دیانت و تقوی کے معترف تھے۔ حافظ دمیاطی نے زکی الدین منذری کی پرہیزگاری اور احتیاط کا ایک چشم دید واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک بار حافظ منذری حمام سے نکلے تو گرمی کی شدت سے چل نہ سکے اور بے بس ہو کر راستہ کے کنارے ایک دکان کے قریب لیٹ گئے۔ حافظ دمیاطی کہتے ہیں کہ دکان بند تھی۔ میں نے عرض کیا کہ محترم المقام آپ کو (بجائے نیچے زمین پر لیٹنے کے) اس دکان کے چبوترے پر بٹھا دیتا ہوں، تو حافظ منذری نے اس شدت کی کمزوری اور غشی کے عالم میں

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۲۲۱۔ [2] طبقات الشافعیہ للسبکی ج ۵ ص ۱۰۸
[3] طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۱۰۹۔

جواب دیا کہ بغیر اذن صاحبہ کیف یکون یعنی مالک کی اجازت کے بغیر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ دمیاطی کہتے ہیں کہ باوجود کوشش کے شیخ منذری دکان کے چبوترے پر بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔

جو شخص علوم شرعیہ میں شغف کے ساتھ ساتھ معرفتِ خداوندی اور عشقِ نبوی کا بھی محرمِ راز ہو تو دنیا میں پھر اس سے زیادہ خوش نصیب کون ہوگا؟ حافظ منذری کو خدا تعالیٰ نے دونوں دولتوں سے خوب نوازا تھا اور اس ظاہری اشتغال بالحدیث کے ساتھ باطنی تعلق سے منذری کو احادیث کے پرکھنے میں بھی مدد ملی۔ انھوں نے حدیثوں کے متعلق فیصلہ تو انھی اصول کے تحت کیا جو علماء حدیث کے یہاں طے شدہ ہیں لیکن اپنے نورِ بصیرت سے بھی کہیں کہیں اس راہ میں انھوں نے کام ضرور لیا ہے چنانچہ اپنی اس کتاب الترغیب والترھیب کی ایک جگہ مشہور حدیث ۔

ازھد فی الدنیا یحبک اللہ وازھد فیما — دنیا سے بے نیازی اختیار کرو خدا کے محبوب بنجاؤ گے اور لوگوں کے

ایدی الناس یحبک الناس[۲] — ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ لوگوں کے محبوب بنجاؤ گے

---

[۱] طبقات الشافعیہ ج ۵ ص ۱۰۹

[۲] یہ حدیث متعدد محدثین نے روایت کی ہے۔ ابن ماجہ، طبرانی، حاکم، بیہقی فی شعب الایمان، عقیلی، ابن عدی، ابن ابی حاتم، خطیب، ابونعیم، ابن حبان فی الثقات و فی الضعفاء، ابوعبید القاسم بن سلام فی کتاب المواعظ، ابن ابی الدنیا فی کتاب ذم الدنیا عن سہل بن سعد۔ نووی اور عراقی نے اسے حسن کہا ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے مگر حافظ ابن رجب حنبلی نے دلائل کے ساتھ اس سے اختلاف کیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسکی حمایت میں حسن لغیرہ کے الفاظ کہے جا سکتے ہیں جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح اربعین میں اختیار کیا ہے۔ (الترغیب ج ۴ ص ۱۵۵ المشکاۃ بشرحہ المرقاۃ ج ۵ ص ۳۳ جامع صغیر بشرحہ السراج المنیر ج ۱ ص ۱۸۹ شرح اربعین النوویہ للقاری الہروی ص ۱۷۹ جامع العلوم والحکم لابن رجب ص ۲۰۸ المقاصد الحسنہ للسخاوی ص ۲۳۸۔

نوٹ:۔ صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث میں ترمذی کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔